معارف

مقالات

صحابہ کرامؓ کے صحف احادیث

از

مولانا قاضی اطہر مبارکپوری، مبارک پور اعظم گڈھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں احتیاطاً صحابہ کرام کو احادیث کی کتابت سے منع فرمایا تھا، مگر جلد ہی آپ نے اس کی اجازت دے دی اور بہت سے صحابہ آپ کی خدمت میں رہ کر آپ کی احادیث لکھنے لگے اور ان کے پاس حیاتِ نبوی ہی میں احادیث کے صحیفے اور نسخے اچھی خاصی تعداد میں جمع ہو گئے مگر متعدد صحابہ شدت احتیاط اور اپنے حافظہ پر اعتماد کی وجہ سے کتابتِ حدیث میں احتیاط برتتے رہے، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پانچ سو احادیث کا ایک مجموعہ تیار کیا مگر بعد میں اس کو ضائع کر دیا، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احادیث و سنن جمع کرنے کا ارادہ کر کے صحابہ سے مشورہ کیا ان حضرات نے اس کے حق میں رائے دی مگر احتیاط کی وجہ سے یہ کام نہیں کر سکے، البتہ اہل علم کو کتابت حدیث کی تاکید کرتے تھے، البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احادیث کا ایک صحیفہ مرتب کیا جس کی روایت کی گئی۔ پہلی صدی کے نصف اول ہی میں کتابتِ حدیث کا رواج بالکل عام ہو گیا تھا، حتیٰ کہ جو صحابہ اس کے حق میں نہیں تھے ان کے اصحاب و تلامذہ بھی ان کی احادیث لکھ کر ان کے سامنے پیش کرتے تھے، اور وہ انکار کرتے تھے مگر بعد میں انھوں نے اس کو قبول کر لیا، اور جو صحابہ عہد رسالت میں احادیث لکھتے تھے ان کے اصحاب و تلامذہ ان کی احادیث لکھتے تھے اور وہ اس کی روایت کی اجازت دیتے

تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی صدی ہی میں جب کہ اجلّہ صحابہ موجود تھے تابعین کے طبقہ علیا کے اہل علم نے احادیث کا بہت بڑا تحریری ذخیرہ جمع کرلیا تھا، اور اسی دور میں وہ اس کی روایت اپنے شاگردوں سے کرتے تھے، یہ بات بالکل بے بنیاد ہے کہ احادیث نبویہ پہلی صدی کے بعد مرتب و مدون کی گئی ہیں اور اس سے پہلے کتابی شکل میں نہیں تھیں یہود و نصاریٰ اور مستشرقین کا یہ پروپیگنڈہ کہ حدیثیں بہت بعد میں جمع کی گئی ہیں، اور ابتدائی دور میں ان کی نقل و کتابت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اسلام دشمنی کا بدترین مظاہرہ ہے۔

اہل علم نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھ کر ثابت کیا ہے کہ کتابت احادیث کا رواج عہد رسالت ہی میں ہوگیا تھا اور صحابہ اور تابعین کے پاس احادیث کے تحریری ذخیرے وافر مقدار میں موجود تھے، جن کی وہ روایت کرتے تھے۔ یہ مضمون بھی اسی سلسلہ کی ایک کوشش ہے۔

صحیفۂ حضرت علی رضؓ اور اس کی روایت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث و سنن کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا جو صحیفہ علی کے نام سے کتابوں میں مذکور ہے، اس میں دیت، قصاص اور مسلمانوں کے باہمی حقوق کے بارے میں حدیثیں تھیں، اس صحیفہ کی روایت ان کے تلامذہ نے کی ہے۔

حضرت علی رضؓ کے ایک معتمد خاص ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ سوائی کوفیؒ متوفی سنہ ۷۴ھ ہیں، ان کو حضرت علی وہب الخیر فرمایا کرتے تھے اور سامان کے خمس وصول کرنے پر مامور کیا تھا، نیز ابو جحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محافظین کے سربراہ تھے[1]۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی رضؓ سے سوال کیا کہ کیا آپ کے پاس قرآن کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۱۶۴

کی احادیث میں سے کوئی چیز ہے؟ تو کہا کہ:-

لا، والذی فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ الا ان یعطی اللہ عبداً فہماً فی کتابہ وما فی ہذہ الصحیفۃ۔

نہیں اس ذات کی قسم جس نے زمین سے دانا اگایا اور جسم میں جان ڈالی، البتہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنی کتاب کی سمجھ دے دے۔ (مجھے دی ہے) اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔

میں نے دریافت کیا کہ اس صحیفہ میں کیا ہے آپ نے بتایا کہ:-

العقل وفکاک الاسیر وان لا یقتل مسلم بکافر

اس میں دیت اور مسلمان قیدی کے آزاد کرنے کرانے اور کافر کے بدلے مسلمان کو قتل نہ کئے جانے کے بارے میں احادیث ہیں۔

ابن عبد البرؒ نے لکھا ہے کہ اس صحیفہ کے محتویات کے متعلق دو باتیں حضرت علی رضؓ سے مروی ہیں، دوسری بات یہ کہ اس میں مدینہ کی تحریم و تعظیم، اور غیر موالی کی طرف نسبت کرنے والے پر لعنت کا ذکر ہے جس کے بارے میں ایک طویل حدیث ہے، اور یہ کہ تمام مسلمان خون کے بارے میں برابر ہیں، ان کے دیت و قصاص میں کوئی فرق نہیں ہے، اس کو بیان کرکے ابن عبد البرؒ نے لکھا ہے:-

رواہ عن علیؓ یزید التیمی وخلاس[1]

اس کی روایت حضرت علی رضؓ سے یزید تیمی اور خلاس نے کی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ اس صحیفہ کی روایت حضرت علی رضؓ سے کم از کم ان کے دو تلامذہ

---

[1] جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۱ کتاب میں جلاس غلط چھپا ہے۔

نے کی ہے، اور انھوں نے اپنے تلامذہ سے اس کی روایت کی۔

یزید بن شریک بن طارق تیمی کوفیؒ نے ایک روایت کے مطابق زمانہ جاہلیت پایا ہے، وہ ثقہ محدث تھے ان کے پاس احادیث تھیں، وہ اپنے قبیلہ کے نمایندہ اور معزز شخص تھے، حضرت علیؓ کے علاوہ حضرت عمرؓ، حضرت ابوذر، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے ان سے ان کے صاحبزادے ابراہیم، جوّاب تیمی، ابراہیم نخعیؒ، ہمام بن عبداللہ تیمی اور دیگر علمائے کوفہ نے روایت کی ہے[1]۔ اس زمانہ کے علمی اور دینی مزاج و رواج کے مطابق ان سب حضرات نے صحیفہ علی کی روایت یزید تیمی سے کی ہوگی، خاص طور سے ان کے صاحبزادے ابراہیم کے بارے میں یہ گمان غالب ہے، جن کا شمار کوفہ کے عبّاد و زہّاد میں تھا وہ سجدہ میں جاتے تو ان کی پشت پر گوریّا بیٹھا کرتی تھیں، چالیس سال سے کم عمر میں سنہ ۹۲ھ یا سنہ ۹۴ھ میں انتقال کیا، ایک قول کے مطابق حجاج بن یوسف نے ان کو قتل کیا تھا[2]۔

اس کے دوسرے راوی خلاس بن عمرو ہجری بصری متوفی قبیل سنہ ۱۰۰ھ میں انہوں نے حضرت علیؓ سے ان کے صحیفہ کے علاوہ ابوہریرہؓ، عمارؓ اور عائشہؓ سے روایت کی ہے، امام بخاریؒ نے تصریح کی ہے۔

روی عن ابی هریرة و — انہوں نے ابوہریرہؓ سے، اور علیؓ سے صحیفہ
عن علی صحیفة — کی روایت کی ہے۔

(تاریخ کبیر ج ۲ قسم ص ۲۰۸)

ابن سعد نے کہا کہ :-

۱؎ طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۱۰۲ ۲؎ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۷۶

کان قدیماً کثیر الحدیث — وہ قدیم علماء میں کثیر الحدیث تھے ان کے
له صحیفة یحدث عنها۔ — پاس ایک صحیفہ تھا جس سے حدیث بیان کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبل کا قول ہے :-

روایته عن علی من کتاب — حضرت علی سے ان کی روایت کتاب سے ہے

ابوزرعہ سے سوال کیا گیا کہ کیا خلاس نے حضرت علی سے سماع کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یحییٰ بن سعید کہتے تھے کہ یہ سماع کتاب کا ہے۔

خلاس بن عمرو ہجری بھی حضرت علی کے محافظ دستہ میں تھے۔ جلاس بن عمرو کندی صحابی ہیں، اور خلاس بن عمرو ہجری تابعی ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۷۷ والاکمال، ابن ماکولا ج ۳ ص ۱۶۹ و ص ۱۷۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کی احادیث کے صحیفے اور نسخے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ کی اجازت و مرضی سے احادیث کا ایک مجموعہ "الصادقۃ" کے نام سے مرتب کیا تھا جس کی روایت بعد میں متعدد علمائے تابعین نے کی جن میں ان کے پڑپوتے عمرو بن شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو زیادہ مشہور ہیں اور عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جدّہ کی سند سے جو احادیث کتابوں میں پائی جاتی ہیں، اسی صحیفہ الصادقہ کی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتا تھا لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اس کو یاد کر لوں، مگر اہل قریش نے مجھ کو اس سے منع کیا اور کہا کہ تم جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے ہو لکھ لیتے ہو، حالاں کہ

Scanned by CamScanner

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضا اور غضب دونوں حال میں باتیں کرتے ہیں، میں ان کے کہنے پر رک گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ لکھو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی ہے[1]۔ رامہرمزی نے اس واقعہ کو عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے کئی طرق سے بیان کیا ہے۔

(المحدث الفاصل ص ۳۶۵) اسی لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جماعت صحابہ میں سب سے زیادہ حدیث کے راوی ہونے کے باوجود اس معاملہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو کو اپنے اوپر فوقیت دیتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے:۔

عن ابی هریرة ما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احدٌ اکثر حدیثا عنہ منی إلا ما کان من عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب وانا لا اکتب[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں کوئی بھی آپ کی حدیث کا مجھ سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے، سوائے عبداللہ بن عمروؓ کے کیوں کہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ زندگی بھر صحیفہ الصادقہ کو دل وجان سے عزیز رکھتے تھے اور کسی کو ہاتھ لگانے نہیں دیتے تھے، مشہور تابعی مجاہد کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو کے پاس ایک صحیفہ دیکھا اور اس کو چھونے لگا تو انہوں نے کہا کہ خبردار اے بنی مخزوم کے غلام! میں نے کہا کہ آپ تو مجھے کسی چیز سے نہیں روکتے ہیں، اس سے کیوں روک رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ:۔

---

[1] جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۱ [2] بخاری، کتاب العلم وجامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۰

هٰذه الصادقة، فیها ما سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، لیس بینی وبینہ فیها احد[1]

یہ صادقہ ہے، اس میں وہ حدیثیں ہیں جن کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور ان میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے۔

مجاہد نے حضرت عبداللہ بن عمرو کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:۔

ما أسی علی شئ إلا علی الصادقة والصادقة صحیفة استاذنت فیها النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اکتب فیها ما اسمع منہ فاذن لی۔

الصادقہ کے علاوہ مجھے کسی اور چیز کی پروا نہیں ہے، الصادقہ ایسا صحیفہ ہے جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تھی کہ جو کچھ آپ سے سنوں اس میں لکھ لوں اور آپ نے مجھے اس کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

ان ہی مجاہد سے دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو کا یہ قول ہے کہ صرف دو چیزیں مجھے زندگی کی ترغیب دے رہی ہیں، ایک وہط اور دوسری الصادقہ، اس صحیفہ کے لکھنے کے متعلق میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تھی اور آپ کی اجازت کے بعد میں نے اس کو لکھا ہے[2]۔

ابن عبد البر نے بھی مجاہد کی روایت سے یہ قول یوں نقل کیا ہے کہ صرف دو چیزیں مجھے زندگی کی ترغیب دے رہی ہیں، ایک الصادقہ اور دوسری وہط،

---

[1] المحدث الفاصل بین الراوی والواعی رامہرمزی ص ۳۶۷ [2] المحدث الفاصل ص ۳۶۶

الصادقہ وہ صحیفہ ہے جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھا ہے، اور وہط (طائف میں) ایک زمین اور باغ ہے جس کو میرے والد عمرو بن عاص رضؓ صدقہ کر کے اس کی حفاظت کیا کرتے تھے[1]

یہ صحیفہ حضرت عبداللہ بن عمرو کے خاندان میں موجود تھا اور جب احادیث کی روایت میں اخبرنا وحدثنا کی باری آئی تو ان کے پڑپوتے عمرو بن شعیب نے اس کی روایت کی، وہ تابعی عالم ہیں، مستقل سکونت مکہ مکرمہ میں تھی، طائف بھی جایا کرتے تھے، ان کی روایات زیادہ تر اپنے والد سے ہیں، ان کے علاوہ علمائے تابعین کی ایک بڑی جماعت سے روایت کی ہے، اور ان سے بیس[2] سے زائد تابعین نے روایت کی ہے، جن میں ابن شہاب زہری، عطا بن ابی رباح، عمرو بن دینار، ایوب سنجیانی وغیرہ شامل ہیں، ۱۱۸ھ میں انتقال کیا۔

یحییٰ بن معین عمرو بن شعیب کے الصادقہ کی روایت کے متعلق کہتے ہیں۔

هو ثقة فی نفسه وما روی عن ابیه عن جده لا حجة فیه، ولیس بمتصل، وهو ضعیف، من قبل انه مرسل، وجد شعیب کتب عبد الله بن عمرو فکان یرویها عن جده ارسالاً وهی صحاح عن عبد الله بن عمرو غیر انه لم یسمعها

عمرو بن شعیب خود ثقہ ہیں اور جو حدیث عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت کی ہے قابل حجت نہیں ہے اور نہ اس کی سند متصل ہے بلکہ مرسل کے قبیل کے ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، عمرو کے والد شعیب نے عبداللہ بن عمرو کی کتابیں پائیں اور وہ ان کی روایت اپنے دادا سے ارسال کے طریقہ پر کرتے تھے، یہ حدیثیں عبداللہ بن عمرو سے صحیح ہیں، البتہ شعیب نے ان سے ان حدیثوں کا سماع نہیں کیا ہے۔

[1] جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲

حافظ ابن حجر یحیی بن معین کی یہ رائے نقل کر کے اس پر اپنی یہ رائے ظاہر کرتے ہیں:۔

قلت: فاذا شهد له ابن معین ان احادیثه صحاح غیر انه لم یسمعها وصح سماعه لبعضها، فغایة الباقی ان یکون وجادة صحیحة، وهو احد وجوه التحمل، والله اعلم[1]

جب ابن معین نے شعیب کے بارے میں شہادت دے دی کہ ان کی احادیث صحیح ہیں البتہ انہوں نے ان کا سماع نہیں کیا ہے، حالانکہ ان میں سے بعض احادیث کا سماع صحیح و ثابت ہے تو باقی احادیث کے بارے میں زیادہ سے زیادہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی روایت وجادہ صحیحہ کے طور پر ہے اور وجادہ بھی حدیث کی روایت کی ایک صورت ہے۔

ارسال کی صورت یہ ہے کہ کوئی تابعی صحابی کا نام لئے بغیر براہ راست قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے ایسی حدیث کو مرسل کہتے ہیں، اور وجادہ کی صورت یہ ہے کہ کوئی عالم کسی راوی سے سماع واجازت کے بغیر اس کی احادیث یا اس کی کتابیں پاکر بیان کرے، اور کہے کہ یہ حدیث میں نے فلاں کی کتاب میں پائی یا پڑھی ہے،

[1] تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۵۴

ابن صلاح نے باب روایۃ الابن عن الاب، عن الجد، میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی مثال بیان کرکے لکھا ہے :۔

وله بهذا السند نسخة	عمرو بن شعیب کے پاس اس سند سے
كبيرة، اكثرها فقهيات	ایک بڑا نسخہ ہے جس میں اکثر فقہی مسائل
جياد، وشعيب هو ابن محمد	سے متعلق جید احادیث ہیں اور عمرو کے
ابن عبد الله بن عمرو،	والد شعیب، محمد بن عبداللہ بن عمرو کے
وقد احتج اكثر اهل الحديث	لڑکے ہیں اور صرف دادا عبداللہ بن
بحديثه حملاً لمطلق الجد	عمرو کے صحابی ہونے کی وجہ سے اکثر
فيه على الصحابي عبد الله	محدثین نے ان کی حدیث کو حجت قرار دیا
بن عمرو بن العاص، دون	ہے، نہ کہ شعیب کے والد محمد کی وجہ سے،
ابنه محمد والد شعيب	کیونکہ محدثین کے نزدیک واضح ہو گیا
لما ظهر لهم من اطلاقه ذلك۔[1]	کہ محمد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔

عمرو نے اپنے والد شعیب سے روایت کی ہے اور ان کی روایات کا بڑا حصہ شعیب ہی سے ہے اور شعیب کی اپنے والد محمد سے روایت میں اختلاف ہے، البتہ دادا عبداللہ بن عمرو سے روایت محدثین کے نزدیک ثابت ہے، تفصیل کے لئے تہذیب التہذیب وغیرہ کی طرف مراجعت کرنی چاہئے۔ صحیفہ الصادقہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس احادیث کا تحریری سرمایہ بہت زیادہ تھا جس کو ایک بڑے صندوق میں بحفاظت رکھتے تھے اور بوقت ضرورت اس سے کام لیتے تھے، ابوقبیل

[1] مقدمہ ابن صلاح ص۱۵۷ و ص۱۵۸

راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرو سے پوچھا گیا کہ قسطنطنیہ اور رومیہ شہروں میں کون شہر پہلے فتح ہوگا تو انہوں نے اسی صندوق سے ایک کتاب نکال کر بتایا کہ پہلے مدینہ ہرقل فتح ہوگا۔

فدعا عبد الله بن عمرو	عبداللہ بن عمرو نے ایک صندوق منگائی
بصندوق له حلق فاخرج	جس میں کڑے لگے ہوئے تھے اور اس میں
كتابا فجعل يقرء[1]	سے ایک کتاب نکال کر پڑھنے لگے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو الصادقہ کے علاوہ اس صندوق کی کتابوں سے بھی حدیث کی روایت کیا کرتے تھے۔ احمد بن عبداللہ بن یونس تمیمی متوفی ۲۲۷ھ کا بیان ہے صحیفہ بجملہ وعوالآن مرحوم گ (تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص...)

حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث کے نسخے اور صحیفے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ھ میں نجران کے قبیلہ دوس سے آکر اسلام لائے اور خدمت نبوی میں یوں رہ گئے کہ سفر و حضر میں رات دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے، طبقہ صحابہ میں سب سے زیادہ احادیث ان ہی سے مروی ہیں، علماء نے ان کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر ۵۳۷۴ بتائی ہے، حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہ کے زمانہ میں جس قدر لوگوں نے حدیث کی روایت کی ہے، ان میں وہ سب سے زیادہ احادیث کے حافظ تھے، جتنی احادیث ان سے مروی ہیں کسی اور صحابی سے مروی نہیں ہیں۔[2]

ابتدا میں حضرت ابوہریرہؓ دیگر کئی صحابہ کی طرح حفظ حدیث کے مقابلہ میں کتابت حدیث کو پسند نہیں کرتے تھے مگر بعد میں خود ان کے پاس ان کی احادیث کا

[1] مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص۳۲۹ [2] تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص۲۶۶

تحریری ذخیرہ جمع ہو گیا تھا اور ان کے اصحاب و تلامیذ نے ان کی احادیث کے نسخے اور مجموعے تیار کئے ان کے تلامذہ کی تعداد آٹھ سو سے زائد ہے، جس میں صحابہ و تابعین سب شامل ہیں۔ تقریباً بیس[۱] شاگردوں کی کنیت ابو صالح ہے[۱]۔ ان میں سے اکثر راویوں نے حضرت ابو ہریرہ کی احادیث کو کتابی شکل میں جمع کیا۔ عمر بن عبداللہ بصری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ تھیلے (خمس جرب) احادیث زبانی یاد کی تھیں، انہوں نے کہا ہے کہ میں نے ان میں سے دو تھیلے کی احادیث بیان کی ہیں، اگر میں تیسرے کی احادیث ظاہر کر دوں تو تم لوگ مجھے پتھر مارو گے[۲]۔ حضرت ابو ہریرہ کے پاس ان کی احادیث کتابوں میں لکھی ہوئی موجود تھیں جن کو وہ بحفاظت گھر کے اندر رکھتے تھے اور بوقت ضرورت ان کی طرف مراجعت کرتے تھے۔

ان کے ایک شاگرد حسن بن عمرو بن امیہ ضمری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کے سامنے ایک حدیث بیان کی، جس سے انہوں نے لاعلمی ظاہر کی، میں نے کہا یہ حدیث میں نے آپ ہی سے سنی ہے، اس پر کہنے لگے کہ اگر تم نے یہ حدیث مجھ سے سنی ہے تو میرے پاس ضرور ہو گی، اور میرا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے۔

فارانا کتبا کثیرۃ من حدیث	اور ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	حدیث کی بہت سی کتابیں دکھائیں اور
فوجد ذلک الحدیث، فقال	اس حدیث کو پا گئے تو کہا کہ میں نے تم سے
قد اخبرتک انی ان کنت حدثتک	کہا تھا کہ اگر میں نے تم سے یہ حدیث بیان
بہ فھو مکتوب عندی[۳]۔	کی ہو گی تو میرے پاس لکھی ہوئی ہو گی۔

[۱] المحدث الفاصل ص ۲۸۰ [۲] المحدث الفاصل ص ۵۵۶ [۳] فتح الباری ج ۱ ص ۲۰۷

ابن حجر نے مختصر طور سے اس کو حسن بن عمرو بن امیہ سے یوں بیان کیا ہے کہ میں نے ابو ہریرہ کے سامنے ایک حدیث بیان کی تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اور اپنے کمرہ میں لے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی کتابیں دکھائیں اور کہا کہ یہ میرے پاس لکھی ہوئی ہے[۱]۔

حضرت ابو ہریرہ کے جن اصحاب و تلامیذ نے ان کی احادیث کے نسخے اور صحیفے کتابی شکل میں مرتب کیے اور ان کی روایت بعد میں ہوتی رہی، ان میں (۱) عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج (۲) عبدالرحمٰن بن یعقوب جہنی (۳) اور ہمام بن منبہ صنعانی کے نسخے شہرت و روایت میں سب پر سبقت لے گئے ہیں، خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ محدثین کے کچھ مشہور نسخے ہوتے ہیں جن میں بہت سی حدیثیں ہوتی ہیں، نسخہ کا راوی پہلے متن کی سند بیان کرتا ہے، اس کے بعد اسی سند سے پورے نسخہ کی احادیث بیان کرتا ہے، اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ کی احادیث کے کئی نسخے ان کے تلامذہ کے پاس تھے، اور وہ اس طرح ان کو بیان کرتے تھے کہ پہلی حدیث میں سند بیان کر کے دیگر احادیث کو بلا سند کے بیان کرتے تھے[۲]۔

پھر خطیب نے ان نسخوں کی تفصیل یوں بیان کی ہے:-

فمنھا نسخۃ یرویھا ابو الیمان	ان میں سے ایک نسخہ کی روایت ابو الیمان
الحکم بن نافع عن شعیب بن ابی	حکم بن نافع نے شعیب سے کی، انہوں نے
حمزۃ عن ابی الزناد، عن الاعرج،	ابو الزناد سے، انہوں نے اعرج سے،
عن ابی ھریرۃ[۳]۔	انہوں نے ابو ہریرہ سے۔

[۱] تہذیب التہذیب ج ص [۲] الکفایہ فی علم الروایہ ص ۲۱۴ [۳] الکفایہ ص ۲۱۴

عبد العزیز بن مروان — کثیر بن مرة، الامام الحجة، ابو شجرة الحضرمی الرہاوی الشامی الحمصی الاعرج ویکنی

یامر بکتابة الحدیث — ابا القاسم ...... ان عبد العزیز بن مروان کتب الی کثیر بن مرة — وکان قد ادرک

بحمص سبعین بدریا — قال اللیث: وکان یسمی الجند المقدم، فکتب الیه ان یکتب الیه

حدیث ابی ہریرہ — بما سمع من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احادیثہم الا حدیث ابی ہریرۃ فانہ

عندنا۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۴۶، ۴۷)

فکتب عنہ جابر فی الالواح — ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب — الباقر — عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل

قال: کنت انا وابو جعفر نختلف الی جابر نکتب عنہ فی الواح (ج ۴ ص ۴۰۳)

بغل ابو قلابہ ترک حمل کتبا — عن مالک قال: مات ابن المسیب والقاسم ولم یترکوا کتبا، ومات ابو قلابہ فبلغنی

انہ ترک حمل بغل کتبا (ج ۴ ص ۴۶۹)

کتب ابن عائذ — عبد الرحمن بن عائذ الازدی الشامی الحمصی من کبار التابعین، کان اہل حمص یاخذون

کتب ابن عائذ فما وجدوا فیہا من الاحکام عملوا بہا علی باب المسجد قناعۃ بہا ورضی بحدیثہ،

.... اقتسم رجال من الجند کتب ابن عائذ بینہم بالمیزان لقناعتہ فیہم (ج ۴ ص ۴۸۹)

کتب الحسن البصری — الحسن البصری — سہل بن الحصین قال: بعثت الی عبد اللہ بن

الحسن البصری: ان ابعث الی بکتب ابیک، فبعث الی: انہ لما ثقل قال لی اجمعہا لی،

فجمعتہا لہ وما ادری ما یصنع بہا فاتیت بہا فقال للخادم: اسجری التنور، ثم امر بہا فاحرقت

غير صحيفة واحدة، فبعث بها الي واخبرني انه كان يقول ارددها في هذه الصحيفة،

ثم لقيته بعد ما اخبرني به سنا فيتهم بعمل ما ادى الرسول (٢٠ ح لم ص ٥٨)

نسخة الحسن عن سمرة

الذهبي — قلت اختلف النقاد في الاحتجاج بنسخة الحسن عن

سمرة، وهي نحو من خمسين حديثا، فقد ثبت سماعه من سمرة فذكر انه سمع منه

حديث العقيقة (ج ٤ ص ٥٨٢)

كتاب نافع عن ابن عمر

روى محمد بن عمر الواقدي عن جماعة قالوا: كان كتاب نافع الذي سمعه من ابن عمر

صحيفة فكنا نقرؤها (٩٨) قالوا: كان كتاب نافع الذي سمعه من ابن عمر

صحيفة فكنا نقرؤها عليه فيقول: يا ابا عبد الله! انقول: حدثنا نافع؟

فيقول: نعم، ..... عن نافع انه قيل له: قد كتبوا علمك، قال: كتبوا؟

قيل: نعم، قال: فليأتوا به حتى اقومه (سير اعلام النبلاء ج ٥ ص ٩٩)

صحيفة عبد الله بن عمرو

عن ابي راشد الحبراني: اتيت عبد الله بن عمرو فقلت له: حدثنا

بما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم، فالقى الي صحيفة، فقال: هذا ما كتب لي

النبي صلى الله عليه وسلم فنظرت فيها فاذا فيها: ان ابا بكر الصديق رضي الله عنه سأل النبي

صلى الله عليه وسلم، قال يا رسول الله! علمني ما اقول اذا اصبحت واذا امسيت،

فقال: يا ابا بكر قل: اللهم فاطر السموات والارض، عالم الغيب والشهادة،

رب كل شيء ومليكه اعوذ بك من شر نفسي، ومن شر الشيطان وشركه، وان

اقترف على نفسي سوءا او اجره الى مسلم (الادب المفرد، باب ما يقول اذا اصبح)

عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج مدنی متوفی ۱۱۷ھ حضرت ابو ہریرہ کے ان تلامذہ میں ہیں جنہوں نے ان کی احادیث کو نسخہ اور کتاب کی شکل میں مرتب کیا ہے، وہ اس نسخہ کی روایت کے وقت ہر حدیث میں اخبرنا اور حدثنا نہیں کہتے تھے، یزید بن ابو حبیب کا بیان ہے کہ ایک شخص نے میرے یہاں ایک کتاب ودیعت رکھی، میں نے اس میں اعرج کی مرویات دیکھیں، یزید بن ابو حبیب نے بتایا کہ :-

کان یحدثنا باشیاء مما فی الکتاب ولا یقول اخبرنا وحدثنا۔[1]	اعرج ہم سے اپنی کتاب سے کچھ احادیث بیان کرتے تھے اور اخبرنا وحدثنا نہیں کہتے تھے۔

ان کے ایک شاگرد عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ اعرج سے ان کی احادیث لکھ لیا کرتے تھے اور ابن شہاب نہیں لکھتے تھے، بسا اوقات اعرج طویل حدیث بیان کرتے تو ابن شہاب ان سے کاغذ لے کر لکھ لیتے تھے، اور یاد کرکے مٹا دیتے تھے، اور بعض اوقات وہ لکھی ہوئی طویل حدیث لے کر مجلس درس سے اٹھ جاتے اور بعد میں یاد کرکے مٹا دیتے تھے۔[2]

اعرج کے شاگرد ابو الزناد عبداللہ بن ذکوان متوفی ۱۳۱ھ ان کی احادیث کے راویہ یعنی خصوصی راوی ہیں، ابن حبان نے ابو الزناد کو فقیہ صاحبِ کتاب بتایا ہے[3]، غالباً کتاب سے مراد یہی نسخہ ہے، اور ابو الزناد کے شاگرد شعیب بن ابو حمزہ دینار حمصی متوفی ۱۶۲ھ کے بارے میں امام احمد نے کہا ہے کہ میں نے شعیب کی کتابیں دیکھی ہیں، مضبوط و مقید تھیں[4] خلیلی کا قول ہے۔

---

[1] الکفایہ ص۳۵۵ [2] تاریخ کبیر، بخاری جلد ۴ قسم ا ص۵۰، [3] تہذیب التہذیب ج ۵ ص۲۰۵
[4] تہذیب التہذیب ج ۴ ص۳۵۱۔

نسخۃ شعیب رواھا الائمۃ عن الحکم۔[1]	شعیب کے نسخہ کو ائمہ حدیث نے حکم بن نافع سے روایت کیا ہے۔

ابو الیمان حکم بن نافع حمصی متوفی ۲۱۱ھ نے شعیب بن ابو حمزہ سے اس کی روایت کی اور ان سے محدثین نے روایت کی ہے، جیسا کہ معلوم ہوا۔

اس کے بعد خطیب نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مرویات کا ایک نسخہ عبدالرحمٰن یعقوب جہنی کا روایت کردہ تھا جس کی روایت ان کے صاحبزادے علاء نے کی تھی۔

ونسخۃ عند یزید بن ذریع، عن روح بن القاسم عن العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ھریرۃ۔[2]	اور ایک نسخہ یزید بن زریع کے پاس تھا جس کو حضرت ابو ہریرہ سے عبدالرحمٰن نے، ان سے ان کے لڑکے علاء نے، ان سے روح بن قاسم نے روایت کیا تھا۔

عبدالرحمٰن بن یعقوب جہنی مدنی کو ابن مدینی نے حضرت ابو ہریرہؓ کے تلامذہ میں عبدالرحمٰن الاعرج کا ہم پلّہ بتایا ہے۔ ثقہ تابعی عالم تھے۔

ان کے لڑکے علاء بن عبدالرحمٰن مدنی متوفی ۱۳۲ھ نے اپنے والد اور دوسرے صحابہ و تابعین سے روایت کی ہے، ان کے پاس احادیث کے صحیفے اور نسخے تھے جن کی روایت کرتے تھے، ابن عدی نے کہا ہے:

وللعلاء نسخ یرویھا عنہ الثقات۔	علاء کے پاس چند نسخے تھے جن کی روایت ان سے ثقہ محدثین کرتے تھے۔

ابن سعد نے لکھا ہے :-

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۲ ص۴۴۱، [2] الکفایہ ص۲۱۴

صحیفۃ العلاء بالمدینۃ مشہورۃ، وکان ثقۃ کثیر الحدیث۔[1]

علاء کا صحیفہ مدینہ شہر میں مشہور ہے وہ کثیر الحدیث ثقہ محدث تھے۔

غالباً اس صحیفہ سے مراد حضرت ابوہریرہ کی مرویات کا نسخہ ہے، جو دوسرے نسخوں اور کتابوں کے ساتھ ان کے پاس تھا اور محدثین کے نزدیک اس کی بڑی اہمیت و شہرت تھی۔

روح بن قاسم تمیمی بصری متوفی ۱۴۱ھ نے علاء بن عبدالرحمٰن کے علاوہ بہت سے اہل علم سے روایت کی ہے وہ اور ان کے بھائی ہشام بن قاسم بصرہ کے ثقہ محدثین میں سے تھے۔

حضرت ابوہریرہ کی احادیث کا ایک نسخہ عبدالرزاق صنعانی کے پاس تھا جس کو ہمام بن منبہ صنعانی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا تھا۔ خطیب نے بیان کیا ہے :-

ونسخۃ عند عبدالرزاق بن ھمام عن معمر بن راشد عن ھمام بن منبۃ عن ابی ھریرۃ۔[2]

ایک نسخہ عبدالرزاق بن ہمام کے پاس تھا جس کو حضرت ابوہریرہ سے ہمام بن منبہ، ان سے معمر بن راشد، ان سے عبدالرزاق نے روایت کیا تھا۔

ذہبی نے اس کے بارے میں لکھا ہے :-

ولھمام عن ابی ھریرۃ نسخۃ مشھورۃ اکثرھا فی الصحاح رواھا عنہ معمر۔[3]

ہمام کا ابوہریرہ کی روایت سے ایک مشہور نسخہ ہے، جس کی اکثر احادیث صحاح ستہ میں ہیں، ان کو ہمام سے معمر نے

[1] تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۱۸۶، [2] الکفایہ ص ۲۱۲، [3] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۹۵

فجالس ابا ھریرۃ، فسمع منہ احادیث، وھی نحو من اربعین ومائۃ حدیث باسناد واحد، ادرکہ معمر وقد کبر وسقط حاجباہ علی عینیہ، فقرء علیہ ھمام حتی اذا مل اخذ معمر، فقرء الباقی، وکان عبدالرزاق لا یعرف ما قرء علیہ مما قرء ھو۔[1]

ہمام نے حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھ کر ان سے احادیث کا سماع کیا جو تقریباً ایک سند سے ایک سو چالیس حدیثیں تھیں۔ معمر ہمام سے اس وقت ملے جب وہ اس قدر بوڑھے ہو چکے تھے کہ ان کی بھویں آنکھوں پر آگئی تھیں، ہمام نے معمر کو پڑھ کر سنانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ گھبرا گئے، اور معمر نے وہ نسخہ لے کر باقی خود پڑھا، اور عبدالرزاق یہ نہیں جانتے تھے کہ معمر نے کتنا حصہ پڑھا اور کتنا نہیں پڑھا۔

اس نسخہ کے تمام رواۃ اپنے اپنے زمانہ کے مشہور ائمہ حدیث ہیں، اور یہ نسخہ سب سے زیادہ مشہور اور محدثین کے یہاں متداول رہا ہے، اور آج ہمارے سامنے مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔

محترم جناب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اس کو ۱۳۷۲ھ میں دمشق سے شائع کیا ہے اور اس صحیفہ ہمام بن منبہ کو صحیفہ صحیحہ بتایا ہے، اس میں ایک سو اڑتیس (۱۳۸) حدیثیں ہیں، اس کی ابتدا سند کے ساتھ یوں ہے :- حدثنا عبدالرزاق بن ھمام بن نافع الحمیری، عن معمر، عن ھمام بن منبہ، قال: ھذا ما حدثنا ابو ھریرۃ عن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: نحن الآخرون السابقون

[1] تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۶۷

يوم القيامة، بيد انهم اوتوا الكتاب من قبلنا الخ اس کے بعد تمام حدیثیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر بیان کی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ کی احادیث کا ایک نسخہ سہیل بن ابی صالح، عن ابیہ، عن ابی ہریرۃ کی سند سے تھا جس کی روایت سہیل بن ابوصالح کیا کرتے تھے، بعض محققین کا خیال ہے کہ اس میں کل اڑتالیس ۴۸ حدیثیں تھیں۔

ابوصالح ذکوان سمان زیات مدنی متوفی ۱۰۱ھ حضرت ابوہریرہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں، ایک مرتبہ ابن معین سے سوال کیا گیا کہ حضرت ابوہریرہ کی احادیث میں کون ثقہ و ثبت ہے؟ تو بتایا کہ سعید بن مسیب، ابوصالح، ابن سیرین، مقبری، اعرج اور ابو رافع، کثیر الحدیث ثقہ عالم تھے[1]

ان کے صاحبزادے سہیل بن ابوصالح مدنی متوفی ۱۳۸ھ نے اپنے والد کے علاوہ اور بہت سے علماء سے روایت کی ہے، سہیل اور علاء بن عبدالرحمن جہنی دونوں کے پاس حضرت ابوہریرہ کی روایات کا نسخہ تھا اور دونوں اس کی روایت کرتے تھے کئی علماء نے علاء کے مقابلہ میں سہیل کو ثقہ مانا ہے۔

ابوزرعہ کا قول ہے:۔

سهيل اشبه واشهر يعني من العلاء

سہیل علاء سے زیادہ قریب الصحۃ اور مشہور ہیں۔

اور ابوحاتم نے کہا ہے:۔

يكتب حديثه ولا يحتج به

سہیل کی حدیث لکھی جائے گی، مگر اس سے

۱؎ تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۲۱۹

وهو احب الی من العلاء

استدلال نہیں کیا جائے گا، وہ میرے نزدیک علاء سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔

اور ابن معین نے کہا ہے:۔

سهيل بن ابی صالح والعلاء بن عبد الرحمن حديثهما قريب من السواء وليس حديثهما بحجة[1]

سہیل بن ابوصالح اور علاء بن عبدالرحمن دونوں کی حدیثیں تقریباً برابر برابر ہیں اور حجت نہیں ہیں۔

حجت نہ ہونے کے باوجود یہ نسخہ سب سے زیادہ اعلیٰ ہے، اور سند عالی رکھتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد بشیر بن نہیک سدوسی بصری نے بھی ان کی احادیث کو کتابی شکل میں جمع کیا تھا جس کی حضرت ابوہریرہ نے تصدیق کی تھی۔ رامہرمزی نے لکھا ہے:۔

عن بشير بن نهيك قال: كنت اكتب عند ابي هريرة ما سمعت منه، فاذا اردت ان افارقه جئت بالكتاب فقرأته عليه فقلت: أليس هذا ما سمعته منك؟ قال: نعم[2]

بشیر بن نہیک نے بیان کیا ہے کہ میں ابوہریرہ کے پاس ان سے جو حدیث سنتا تھا لکھ لیتا تھا، جب میں نے جانے کا ارادہ کیا تو وہ کتاب لاکر ان کے سامنے پڑھی، اور کہا کہ کیا میں نے ان احادیث کو آپ سے نہیں سنا ہے؟ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ ہاں تم نے سنا ہے۔

۱؎ تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۶۳ ۲؎ المحدث الفاصل ص ۵۳۸

یہ واقعہ ابن عبد البر، اور ابن حجر نے بھی تقریباً ان ہی الفاظ میں معمولی فرق کے ساتھ بیان کیا ہے۔[1]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرنے والوں میں ایک راوی عبداللہ بن فیروز باہلی بصری عبداللہ بن الرومی کے نام سے مشہور ہیں، انہوں نے بھی حضرت ابوہریرہؓ کی مرویات کا نسخہ تیار کیا تھا جو محمد بن اسحاق بن ابراہیم کے پاس تھا وہ اپنے اوپر کے ایک دادا محصن کی نسبت سے محمد بن محصن کے نام سے مشہور ہیں اور محدثین کے نزدیک غیر معتبر و متروک ہیں، ان ہی کے نسخہ سے عبداللہ بن الرومی کے لڑکے عمر بن عبداللہ بن الرومی اس کی روایت کرتے تھے، ابن حبان نے لکھا ہے:-

"عبداللہ بن رومی ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں، ان سے ان کے لڑکے عمر نے اور انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے، عمر بن عبداللہ رومی نے محمد بن اسحٰق بن ابراہیم کے نسخہ سے روایت کی ہے۔"

عمر بن عبداللہ رومی بصری نے اپنے والد وغیرہ سے روایت کی، ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔[2]

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کا ایک نسخہ مروان بن حکم نے امارت مدینہ کے زمانہ میں تیار کرایا تھا، اس کے کاتب ابوالزعیزعہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مروان نے حضرت ابوہریرہؓ کو بلا بھیجا جب وہ آئے تو مجھے پس پردہ بٹھا کر ان سے احادیث کے بارے میں سوال کرتا رہا اور میں ان کے جوابات لکھتا رہا اس طرح میں نے بہت سی حدیثیں لکھیں، ایک سال کے بعد مروان نے حضرت ابوہریرہؓ کو پھر بلایا اور پھر مجھے پس پردہ بٹھا کر ان حدیثوں کے بارے میں ان سے سوال کرتا رہا وہ جواب دیتے رہے۔ اور میں اپنی کتاب میں دیکھتا رہا تو دونوں مرتبہ بیان کی ہوئی حدیثوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔[3] (باقی)

---

[1] جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲ و تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۶۷ [2] الثقات ابن حبان ج ۵ ص ۱۵۳ [3] کتاب الکنی بخاری ص ۳۱